سلطانُ الاولیاء
حضرت پیرسباق باباجیؒ

مختصر جامع تعارف اور حیاتِ مبارکہ پر طائرانہ نظر

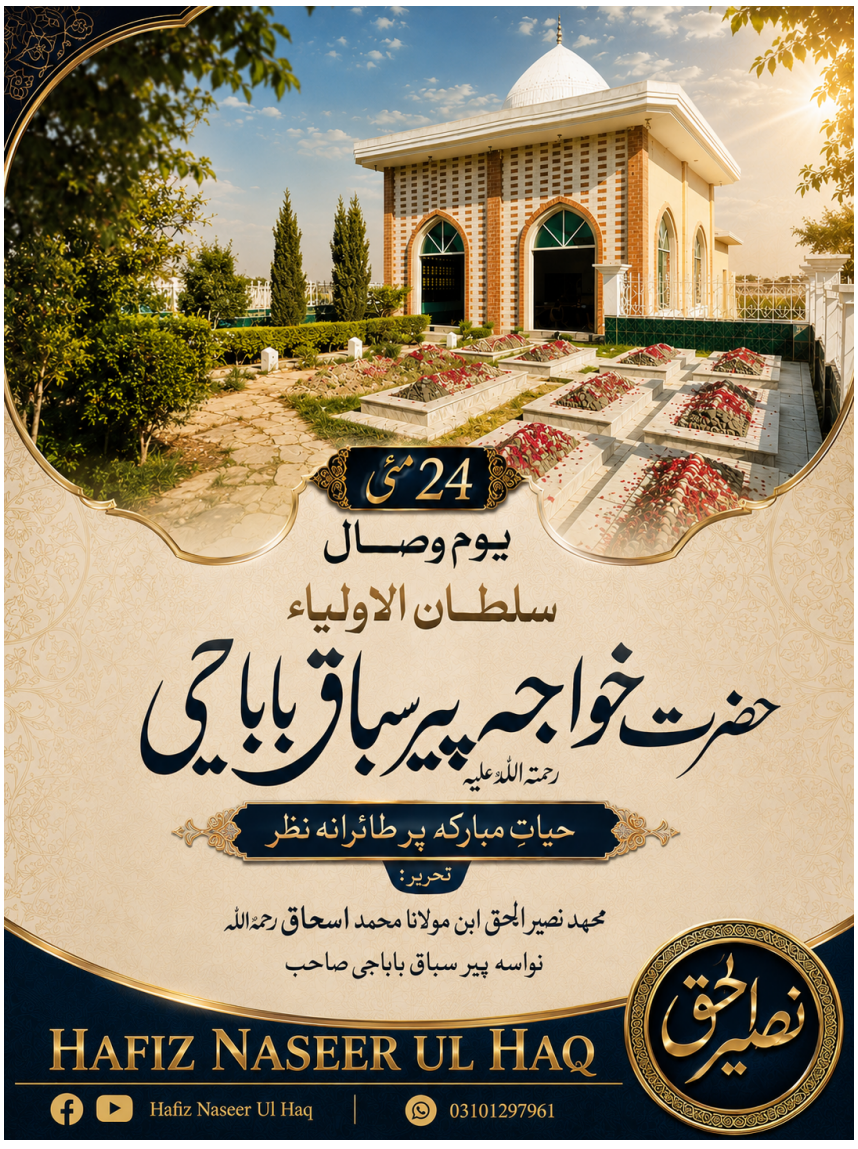

تحریرِ لطیف: نصیر الحق بن مولانا محمد اسحاق رحمہ اللہ

(نواسہ پیرسباق باباجی رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت: ۴ مئی ۲۰۲۶ء

جغرافیائی منظر اور خاندانی گلشن

پشاور سے جی ٹی روڈ پر نوشہرہ کی سمت سفر کرتے ہوئے جب فوجی چھاونی کا اختتام ہوتا ہے، تو بائیں جانب شمال مغرب میں دریائے کابل کے پُرسکون پانیوں کے پار ایک بستی جلوہ گر ہے، جسے دنیا "پیرسباق شریف" کے نام سے جانتی ہے۔ وہاں کی فضاؤں میں ایک ایسی شخصیت کی یادیں رچی بسی ہیں جنہیں دنیا مولانا فقیر محمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے نام سے جانتی ہے۔ مولانا فقیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی روحانی نسبت سلسلہ قادریہ کے عظیم بزرگ قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیدو شریف ، سوات سے تھا ۔ اللہ رب العزت نے آپ کے آنگن کو دو ایسے گل ہائے سرسبز سے رونق بخشی جنہوں نے آگے چل کر علمِ دین کی خوشبو کو چہار سو پھیلایا؛ ایک مولانا نور الحق صاحب اور دوسرے مولانا عبد الرزاق صاحب ۔ ان دونوں برادرانِ عالیشان کی خوش قسمتی دیکھیے کہ آنکھ کھولی

تو گھر کا ماحول عجز و انکساری کا آئینہ دار، دل اخلاص و تقویٰ کا مسکن اور روح علم و عرفان کے نور سے منور تھی۔ یہی وجہ تھی کہ بہترین تربیت کے سانچے میں ڈھل کر جب یہ آفتاب و ماہتاب نمودار ہوئے، تو ان کا شمار خطے کے معتبر ترین علماء میں ہونے لگا۔

مولانا عبد الرزاق صاحب (رحمہ اللہ)، جن کا قلبی تعلق حضرت خواجہ محمد قاسم صاحب موہڑوی (رحمہ اللہ) کی درگاہِ عالیہ سے تھا اور جو خلافت و خدمت کے بلند منصب پر فائز ہوئے، ان کے گھر اللہ نے مولانا محمد اسحاق صاحب جیسی سخی وعاجز طبع شخصیت عطا فرمائی۔ دوسری جانب، مولانا نور الحق صاحب (رحمہ اللہ) کا سینہ اللہ پاک نے علمِ حدیث کے ذوقِ سلیم کے لیے کھول دیا تھا۔ آپ کی مجلسیں قال اللہ و قال الرسول ﷺ کی صداؤں سے گونجتی تھیں اور تشنگانِ علم دور دور سے آپ کے پاس اپنی پیاس بجھانے آتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بغداد شریف جیسے عظیم الشان مرکز سے اجازت حاصل تھی ۔ اسی علمی و روحانی تسلسل

کے ساتھ، 1924 کی ایک مبارک گھڑی میں مولانا نور الحق صاحب رحمہ اللہ کے ہاں ایک بخت بیدار بچے کی ولادت ہوئی، جس کا نام عبدالسلام رکھا گیا۔

حضرت پیرسباق باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھائیوں کے اسماء درج ذیل ہیں : حضرت مولانا عبد الرشید صاحب ، حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب ، حضرت مولانا عبد العظیم صاحب ، حضرت جناب عبد المتین مجذوب صاحب، حضرت مولاناعبد الرؤف صاحب کے علاوہ باقی حضرات وصال فرما گئے ہیں ۔ رحمھم اللہ ۔

آئیے! عصرِ حاضر کی اس عبقری شخصیت کے اوراقِ زندگی پلٹتے ہیں جن کی ضیا پاشیوں سے ایک عالم منور ہوا۔ وہ پیکرِ علم و حیا, قطبِ دوراں اور منبعِ فیوض و برکات حضرت خواجہ محمد عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جو علمی و روحانی حلقوں میں اپنے لقب 'سلطانُ الاولیاء' اور عرفِ عام میں 'پیرسباق بابا جی' کے نامِ نامی سے پکارے جاتے ہیں۔ آپ ان نفوسِ قدسیہ میں سے ہیں جنہوں نے اپنی پوری حیاتِ

مستعار شریعت و طریقت کی آبیاری اور اتباعِ سنت کی خوشبو پھیلانے کے لیے وقف کر دی ۔

نام مبارک

آپ کا اسمِ گرامی (مولانا) محمد عبدالسلام ہے، جبکہ آپ کے والدِ ماجد کا نامِ نامی شیخ الحدیث مولانا نور الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہے اور دادا کا نام مولانا فقیر محمد صاحب ہے ۔

پیرسباق شریف : تاریخی و روحانی پس منظر

یہ بستی اپنی آغوش میں محض علم و عرفان ہی نہیں، بلکہ تاریخ کی تپش اور عظیم قربانیوں کی داستانیں بھی سموئے ہوئے ہے۔ 1823ء میں مسلمانوں اور رنجیت سنگھ کی افواج کے درمیان ہونے والا معرکۂ عظیم (جنگِ نوشہرہ) اسی سرزمین پر بپا ہوا، جس میں مجاہدینِ islam کے خون نے اس مٹی کو تاریخی وقار عطا کیا۔

لیکن قدرت نے اس بستی کے مقدر میں شہرت کا ایک اور درخشاں باب لکھ رکھا تھا۔ اگرچہ یہ گاؤں اپنی تاریخی اہمیت کے باعث معروف تھا، مگر اسے "بامِ شہرت" تک اس عظیم ہستی نے پہنچایا جنہیں دنیا عارف باللہ حضرت خواجہ مولانا محمد عبدالسلام صاحبؒ (پیرسباق بابا جی) کے نام سے پکارتی ہے۔ آپ کی نسبت کے نور نے اس بستی کو وہ عظمت بخشی کہ اب اسے محض "پیرسباق" کہنا ادھورا معلوم ہوتا ہے، بلکہ عقیدت و محبت سے اب اسے "پیرسباق شریف" پکارا جاتا ہے۔

لفظ "پیرسباق" اس عظیم ہستی کی طرف ایک لطیف اشارہ بھی ہے کہ آپ وہ پیرِ کامل تھے جو زہد و تقویٰ اور سلوک و معرفت کی راہوں میں اپنے معاصرین سے "سبقت" لے جانے والے تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی یادِ الٰہی، تزکیۂ نفس اور سلاسلِ اربعہ کی ترویج کے لیے وقف کر دی، جس کے نتیجے میں یہ بستی آج ایک عالمی مرکزِ عرفان بن کر جگمگا رہی ہے۔

حلیہ مبارک

بندہ نے 24 مئی 2021ء کو پیرسباق باباجی رحمہ اللہ کے یومِ وصال کے موقع پر ایک تحریر میں جو حلیہ لکھا تھا، وہ یہاں من و عن درج کیا جا رہا ہے :

"آپ کی آنکھیں بڑی اور پُر جلال تھیں ، کسی میں یہ تاب نہ تھا کہ آپ کی آنکھ سے آنکھ ملاتا، جسم مبارک متوسط قدرے بھرا ہو، ہاتھ ریشم کی طرح نرم، قد درمیانہ، داڑھی شریف گھنی ذرا گولائی کی طرف مائل، سفید چمکتے دانت دمکتا چہرہ اور مہکتا جسم، رنگ گندمی ایسا کہ دل کو چھو جائے، سفید تریضوں والا لباس، اکثر کالی واسکٹ سفید چادر اور سفید عمامہ شریف زیب تن فرماتے، چلتے ہوئے نگاہیں نیچی اور اٹھا اٹھا کے قدم رکھتے، سدا پائنچے ٹخنوں سے اوپر ہوتے، دورانِ کلام تبسم فرماتے رہتے، شریعتِ مطہرہ کی پابندی بدرجہ کمال فرماتے ، ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی پابندی کی تلقین فرماتے، اللہ جل جلالہ عم نوالہ کی محبت

میں لیٹے لیٹے آنکھوں سے اشکوں کی لڑی شروع ہو جاتی، علماء سے بہت محبت فرماتے ، خوئی خصلت ، اخلاق و کردار ، گفتار و دستار ایسا کہ ایک دفعہ جو ملتا پھر آپ کا ہی ہو کے رہ جاتا "

سلسلہ نسب

اس خانوادے کی جڑیں تاریخ کے اس عظیم شجرِ سایہ دار سے جا ملتی ہیں جس کی شجاعت اور عدل سے تاریخِ اسلام عبارت ہے۔ آپ کا سلسلہِ نسب مرادِ رسولؐ، امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔

تحصیلِ علم اور تعلیمی اسفار

حضرت پیرسباق بابا جیؒ نے علمِ دین کی پیاس بجھانے کے لیے ابتدائی طور پر اپنے والدِ گرامی، استاد العلماء شیخ الحدیث مولانا نور الحق صاحبؒ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے۔

آپ نے صرف، نحو، تجوید، فقہ اور اصول کی کتب اپنے والدِ محترم سے پڑھیں۔

علم کی تڑپ آپ کو مختلف علمی مراکز تک لے گئی، جن میں درج ذیل مقامات نمایاں ہیں:

- شھباز گڑھی، باڑی چم (مردان) اور علاقہ چھچھ (جلالیہ) جیسے مقامات پر دن رات محنت کی۔
- حضرت مولانا خلیل اللہ صاحبؒ (زنڈو بانڈہ) سے خصوصی علمی استفادہ کیا، جو شاہ محمد شیر صاحب پیلی بھیت شریف (بھارت) کے خلیفہ تھے۔
- ابتدائی علوم کی تکمیل کے بعد پیرسباق باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حدیثِ نبوی ﷺ کے فیض کے لیے غورغشتی تشریف لے گئے، جہاں آپ نے حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتی صاحبؒ کے زیرِ سایہ کسبِ فیض کیا ۔

حصولِ علمِ باطنی اور سلاسلِ طریقت

تکمیلِ علومِ ظاہری کے بعد، آپ کے دل میں معرفتِ الٰہی کی تڑپ اور باطنی تسکین کا جذبہ موجزن ہوا۔ اس روحانی پیاس کی تسکین کے لیے آپ نے ملک و بیرونِ ملک کے متعدد اسفار کیے اور جہاں بھی کسی اللہ والے کا پتا چلا، وہاں کشاں کشاں پہنچے۔ آپ کی صاحبزادی (والدہ ماجدہ مدظلہا العالیہ) بیان فرماتی ہیں کہ حضرت بابا جی صاحبؒ اکثر فرمایا کرتے تھے: "بیٹی ! تو خوش نصیب ہے کہ جب سے تیری پیدائش ہوئی ہے، میرا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا ہے۔" آپ کے ذوقِ جستجو کا یہ عالم تھا کہ سفرِ عشق کا آغاز کرتے ہوئے سب سے پہلے مدینہ الاولیاء ملتان شریف تشریف لے گئے اور وہاں کے جلیل القد مشائخ کے مزارات پر حاضری دے کر فیوض و برکات سمیٹے۔

آپ کی یہ تلاش بالآخر سرزمینِ افغانستان (کنڑ) کے عظیم المرتبت بزرگ زبدۃ العارفین حضرت خواجہ کریم داد صاحبؒ

(المعروف انزری ملا صاحب) کی بارگاہ میں ختم ہوئی، جہاں پہنچ کر آپ کے قلب کو حقیقی قرار ملا۔ مرشدِ کامل نے آپ کے جوہرِ قابل کو پہچانتے ہوئے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ میں خلافت و اجازت سے نوازا۔ اس موقع پر حضرت خواجہ انزری ملا صاحبؒ نے آپ کے حق میں پشتو کے ان تاریخی الفاظ میں دعا فرمائی جو آپ کی عظمت کی گواہی بنے:

"که زما په دعا کیگی نو الله دی ده کل جهان اولیاءُ سردار که"

(ترجمہ عالیہ: اگر میری دعا سے ہونا ممکن ہو تو اللہ تعالیٰ آپ کو تمام اولیائے کرام کا سردار بنا دے)

مرشدِ اول کے وصال کے بعد آپ نے اپنی روحانی تشنگی بجھانے کے لیے قدوۃ السالکین عمدہ الواصلین سلطان العارفین حضرت خواجہ حافظ عبدالغفور صاحبؒ (دریائے رحمت

شریف, اٹک) کی خدمت میں حاضری دی۔ حضور قبلہ عالم حضرت بابا جی صاحب دریا شریفؒ نے آپ پر غیر معمولی شفقت فرماتے ہوئے سلسلہ چشتیہ سمیت تمام سلاسل اور تمام اوراد و وظائف کی خلافتِ عامہ عطا فرمائی۔ یوں آپ کی ذاتِ گرامی سلاسلِ اربعہ کے فیض کا سنگم بن گئی۔

طبیبِ عظیم الشان

حضرت بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ رب العزت نے جہاں روحانی کمالات سے نوازا تھا، وہیں آپ کو خلقِ خدا کے جسمانی امراض کے علاج معالجے کے لیے علمِ طب کی بصیرت بھی عطا فرمائی تھی۔ آپ طبیہ کالج لاہور کے سندِ یافتہ مستند طبیب تھے اور فنِ طبابت میں "مرجعِ خلائق" کی حیثیت رکھتے تھے۔ قرب و جوار سے دکھی انسانیت جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہوتی اور آپ کمالِ شفقت سے ان کے امراض کا مداوا فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ طبیب عظیم

الشان تھے ۔ آپ بیک وقت نفوس کے تزکیے اور ابدان کی صحت کے عظیم امین تھے۔

کمالِ عجز و انکساری : "میں تو کمزور ہوں"

تصوف کی دنیا میں بلندی کا راستہ عاجزی کی پستی سے ہو کر گزرتا ہے، اور حضرت بابا جی صاحبؒ کی زندگی اس کا روشن ترین استعارہ تھی۔ آپ کی شخصیت میں عجز و انکساری کا یہ عالم تھا کہ زبدۃ العارفین حضرت خواجہ کریم داد صاحب (انڑی حضرت صاحبؒ) نے آپ کے باطنی کمالات کا مشاہدہ کرتے ہوئے آپ کو خلافت و اجازت کی ذمہ داری سونپنا چاہی، تو آپ کمالِ تواضع سے عرض گزار ہوئے : "حضرت ! میں تو ایک نحیف و ناتواں انسان ہوں، اس عظیم بارِ امانت کو اٹھانے کی سکت مجھ میں کہاں؟ میں تو بہت کمزور ہوں"۔

اس موقع پر مرشدِ کامل نے وہ تاریخی اور حکمت آمیز جملہ ارشاد فرمایا جو رہتی دنیا تک سالکین کے لیے مشعلِ راہ بن گیا :

"اگر میں بھی کمزور ہوں اور آپ بھی کمزور ہیں، تو پھر دینِ متین کی خدمت کون کرے گا؟"

قدرت کو منظور تھا کہ آپ کے اس وصفِ عاجزی کو بار بار آزمایا اور نکھارا جائے۔ چنانچہ جب آپ سلطان العارفین حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ حافظ عبدالغفور صاحبؒ (دریا باباجی صاحب) کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو وہاں بھی محبت و عقیدت کا وہی منظر دہرایا گیا۔ جب حضور قبلہ عالم دریا بابا جی ثانی لا ثانی صاحبؒ نے آپ کو تمام سلاسلِ طریقت کی اجازت و خلافت عطا فرمانے کا ارادہ کیا اور فرمایا: "مجھے اپنے مشائخِ کرام سے جتنے بھی سلاسل، اوراد اور وظائف کی

اجازت حاصل ہے، میں وہ سب کی سب آپ کو عطا کرتا ہوں"، تو یہاں بھی آپ کے قلبِ گداز نے وہی عجزِ مجسم پیش کیا۔ آپ نے دوبارہ وہی التجا کی کہ "حضرت ! میں تو بہت کمزور ہوں"۔ قبلہ عالم دریا بابا جی صاحبؒ نے آپ کی اس کیفیتِ انکساری پر مہرِ تصدیق ثبت کرتے ہوئے وہی بصیرت افروز بات دہرائی : "میں بھی کمزور ہوں اور آپ بھی کمزور ہیں، تو پھر خدمتِ خلق اور خدمتِ دین کا فریضہ کون انجام دے گا؟" یوں آپ کی ذاتِ گرامی سلاسلِ اربعہ کے انوار کا سنگم بن کر "مجمعُ البحرین" قرار پائی۔

کمالِ ادب : رُخِ مرشد کی جانب پیٹھ نہ کرنا

تصوف کی بنیاد "ادب" پر ہے، اور حضرت پیرسباق بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقامِ ادب اس قدر رفیع تھا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ آپ کی اپنے مرشدِ کامل سے والہانہ عقیدت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے پوری زندگی کبھی اپنی چارپائی کے پاؤں "دریائے رحمت شریف" (اٹک) کی جانب نہیں

کیے۔ ادب کا یہ پہلو اس قدر رچ بس گیا تھا کہ آپ کبھی ایسی چارپائی پر لیٹنا گوارا نہ فرماتے جس کے پائنتے (پاؤں والی سمت) مرشد کے آستانے کی طرف ہوں تاکہ سوتے اور جاگتے ہر لمحہ مرشد کے آستانے کی سمت کا ادب برقرار رہے۔

ادب کی انتہا دیکھیے کہ آپ نے پوری زندگی کبھی اپنے مرشدِ کامل قبلہ عالم حضرت دریا بابا جی صاحبؒ کو پیرسباق آنے کی دعوت نہ دی؛ کیونکہ آپ کے نزدیک مرشد کو تکلیف دینا یا انہیں اپنی خاطر سفر کی زحمت دینا سوئے ادب تھا۔ آپ ہمیشہ خود تڑپ کر دریا شریف حاضری دیتے، مگر مرشد کو بلانے کی ہمت نہ کرتے۔

مرشد پاک کی اولاد سے والہانہ عقیدت

حضرت پیرسباق بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد پاک کے ساتھ ساتھ ان کی اولاد سے بھی حد درجہ عقیدت و لگاؤ تھا۔ چنانچہ والدہ ماجدہ مدظلہا العالیہ بیان

فرماتی ہیں کہ جب بھی مرشدِ کامل کے صاحبزادگان میں سے کوئی پیرسباق شریف تشریف لاتا، تو آپ کی خوشی دیدنی ہوتی اور آپ رحمہ اللہ فرطِ محبت و عقیدت سے بکھر بکھر جاتے۔

اسی عقیدت کا ایک ایمان افروز واقعہ مرشدِ گرامی قدر، عکسِ بابا جی دریوی ، قبلہ حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالحق بابا جی صاحب (دامت برکاتہم العالیہ) نے کئی مرتبہ بیان فرمایا: "ایک دفعہ پیرسباق شریف گیا، تو حضرت پیرسباق بابا جی صاحبؒ نے کمالِ نیاز مندی کا مظاہرہ فرمایا۔ آپ نے ایک چارپائی پر رضائی بچھا کر مجھے بٹھایا، اور میرے برابر میں دوسری چارپائی بچھائی اور اس پر میرے جوتوں کو نہایت ادب سے رکھ دیا۔"

ادبِ مرشد اور مخصوص لباس

حضرت پیرسباق بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرشد کے آستانے کی حاضری کا ادب اس قدر تھا کہ لباس کا ایک مخصوص جوڑا صرف "دریائے رحمت شریف" کی حاضری کے لیے خاص کر رکھا تھا۔ جب کبھی مرشدِ کامل کی بارگاہ میں رختِ سفر باندھتے، تو وہی خاص لباس زیب تن فرماتے۔

نگاہِ مرشدِ کامل سے ہوتا ہے عشقِ مصطفیٰ ﷺ حاصل

خدا کا قرب دیتی ہے محبت پیر خانے کی

خدمتِ مرشد اور جذبِ جنوں

حضرت پیرسباق بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے مرشدِ کامل حضرت دریا بابا جی صاحبؒ سے عقیدت محض زبانی نہ تھی، بلکہ آپ عملی طور پر "خادمِ درِ مرشد" بن کر رہتے تھے۔ مرشدِ گرامی قدر، جگر گوشہ بابا جی دریوی حضرت

خواجہ حافظ محمد عبدالحق صاحب (زیدہ مجدہ) نے بارہا بیان فرمایا کہ : "نانا جان (حضرت پیرسباق بابا جی صاحبؒ) گندم کی کٹائی کے سیزن میں مرشد کے لنگر اور کھیتوں کی خدمت کے لیے خاص طور پر درانتیاں تیار کرواتے اور پیرسباق شریف سے عقیدت مندوں کی ایک بڑی جماعت لے کر دریا شریف حاضر ہوتے۔"

بقول ماموں جان، شیخِ طریقت حضرت قاری بشیر احمد مدنی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، حضرت پیر سباق بابا جی رحمۃ اللہ علیہ گندم کی کٹائی کے ایام میں دریائے رحمت شریف معمول سے زیادہ جلد جلد حاضری فرماتے تاکہ خود کھیتوں کا جائزہ لے لیں، اور دیکھیں کہ فصل کٹنے کے قابل ہوئی ہے یا ابھی کچھ انتظار باقی ہے؛ اور جب درانتیاں بنواتے، تو صرف عام درانتیاں ہی نہیں بنواتے تھے ، بائیں ہاتھ سے کام کرنے والوں کے لیے علیحدہ درانتیاں بھی خاص طور پر تیار کرواتے، تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو اور ہر شخص اپنی سہولت سے فصل کاٹ سکے۔

اسی مہم میں شریک ہمارے محلے کے ایک بزرگ، زرتاج خان کاکا نے چشم دید گواہی دیتے ہوئے بتایا کہ : "ہم لوگ جب درانتیوں سے گندم کی کٹائی کرتے، تو حضرت پیرسباق بابا جی صاحبؒ ہمارے پیچھے پیچھے کٹی ہوئی پٹی میں چلتے جاتے۔ آپؒ کی نگاہیں مسلسل زمین پر ہوتیں اور جہاں کہیں گندم کا کوئی گرا ہوا سٹہ نظر آتا، فوراً اسے اٹھا کر اپنی جھولی میں جمع کر لیتے۔ آپؒ کی یہ احتیاط دیکھ کر ہم حیران رہ جاتے کہ آپ ایک ایک دانے کو ضائع ہونے سے بچا رہے ہیں۔" اسی بزرگ کے بقول ایک مرتبہ حضرت خواجہ دریا بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پشتو زبان میں ہم خادموں کو مخاطب کر کے فرمایا : "تم لوگ بڑے خوش نصیب ہو، تمہارے دو حصے ہیں۔ تم یہاں (دریا شریف) سے بھی فیض پا رہے ہو اور وہاں (پیرسباق شریف) سے بھی حصہ لے رہے ہو۔"

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی

نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

پیرسباق شریف کی خوش نصیبی

محبوب کی زبان سے نکلنے والا اپنے شہر یا گاؤں کا نام بھی مرید کے لیے باعثِ صد اعزاز بن جاتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپؒ اپنے مرشدِ گرامی، سلطان العارفین قبلہ عالم حضرت دریا بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ گاڑی میں سفر فرما رہے تھے۔ جب گاڑی اس مقام پر پہنچی جہاں سے راستہ آپ کے گاؤں "پیرسباق شریف" کی طرف مڑتا ہے، تو حضرت دریا بابا جی صاحبؒ نے اس راستے کی طرف اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے دریافت فرمایا: "یہ راستہ آپ کے گاؤں کو جاتا ہے؟" آپؒ نے اثبات میں ہاں کر دی ۔ بظاہر یہ ایک مختصر سی گفتگو تھی، مگر عشق و مستی کی دنیا میں اس کی اہمیت بہت بلند تھی۔ حضرت پیرسباق بابا جی صاحبؒ اس واقعے کو بعد میں اکثر بڑی خوشی اور والہانہ مسرت کے ساتھ یاد فرمایا کرتے اور اس بات پر نہال ہو جاتے کہ میرے مرشدِ کامل کو میرے

گاؤں کے راستے کا علم ہے اور انہوں نے خود اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔

خانقاہ پیرسباق شریف ، فجر سے عشاء تک

حضرت پیرسباق باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گلشن خانقاہِ پیرسباق شریف کے شب و روز سنتِ نبوی ﷺ کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں، جہاں وقت کی تقسیم کچھ اس طرح ہے کہ ہر لمحہ کسی نہ کسی نیک عمل کی نذر ہوتا ہے ۔ اس روحانی سفر کا آغاز نمازِ فجر کی باجماعت ادائیگی سے ہوتا ہے، جس کے فوراً بعد ختمِ القرآن الکریم کی نورانی محفل سجتی ہے۔ اس مجلس میں میزبان, مہمان اور طلبہ سب شریک ہوتے ہیں ۔ دعا کے بعد طلبہ کو درس دینا روزِ اول سے حضرت قاری بشیر احمد مدنی صاحب دامت برکاتہم کا معمول ہے۔ اس کے بعد اشراق کی ادائیگی اور ملاقاتوں کا سلسلہ رہتا ہے جس میں آنے والے عقیدت مند اپنی قلبی تسکین پاتے ہیں ۔

سورج کے بلند ہوتے ہی مہمانوں کی تواضع کے لیے دسترخوان بچھ جاتا ہے اور لنگر شریف کا یہ انتظام دوپہر تک جاری رہتا ہے۔ اسی دوران دارالعلوم کے اساتذہ و طلبہ تدریس و حفظِ قرآن کریم میں مشغول ہوتے ہیں، جبکہ لنگر شریف سے ضرورت مندوں کو طبِ یونانی کی ادویات، وظائف اور تعویذات کی صورت میں جسمانی و روحانی مسیحائی فراہم کی جاتی ہے۔ نمازِ ظہر کے بعد ایک مرتبہ پھر ختمِ قرآن مجید شریف کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جس میں کثیر تعداد افراد شریک ہو کر فیض پاتے ہیں۔ دعا کے بعد بیعت و ارشاد، پند و نصیحت اور ذکر و اذکار کی نشست ہوتی ہے۔ ہر سائل کی بات سنی جاتی ہیں اور ان کے امراض کے مطابق وظیفہ یا دوا تجویز کیا جاتا ہیں۔

عصر کی نماز کے بعد ختمِ خواجگان کی مخصوص برکات حاصل کی جاتی ہیں ، ختم خواجگان کے بعد بھی اگر واردین ہو تو ان سے ملاقات ہوتی ہے ، نمازِ مغرب اور صلوٰۃِ اوابین کے بعد خانقاہ کا ماحول یکسر بدل جاتا ہے؛ روشنیاں مدھم کر

دی جاتی ہیں ، حاضرین میں سے کوئی بھی قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اور متصل ایک روح پرور اجتماعی مراقبہ منعقد ہوتا ہے جس میں سالکین دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر بارگاہِ ایزدی میں لو لگاتے ہیں۔ پھر عشاء تک تفسیر و ترجمہ کی علمی نشست ہوتی ہے، جس کے بعد لنگرِ شریف پیش کیا جاتا ہے۔ عشاء کی نماز کے فوراً بعد پھر ختمِ قرآن پاک ہوتا ہے اور اس کے بعد ذکرِ جہر کی وہ پُرکیف صدائیں بلند ہوتی ہیں جو دور دور تک سنائی دیتی ہیں اور فضاؤں کو معطر کر دیتی ہیں۔

حُسنِ معاشرت اور خانگی زندگی

حضرت پیرسباق بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی سنتِ نبوی ﷺ کا کامل نمونہ تھی، اور آپ اس فرمانِ رسول ﷺ کی عملی تصویر تھے کہ: "تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہترین ہو۔" والدہ ماجدہ مدظلہا بیان فرماتی ہیں کہ : "ایک مرتبہ ہماری والدہ (حضرت بابا جی

صاحبؒ کی اہلیہ محترمہ) بیمار تھیں اور ہم سب بہن بھائی ابھی چھوٹے تھے۔ ایسے میں حضرت بابا جی صاحبؒ نے کسی قسم کے تکلف یا بڑائی کو آڑے نہ آنے دیا، بلکہ خود شفقتِ پدری کے ساتھ ہمیں اپنے پاس بٹھایا۔ آپؒ نے خود اپنے دستِ مبارک سے ٹماٹر کاٹے اور انہیں توے پر ڈال کر پکایا، پھر خود بھی وہی زمین پر بیٹھ تناول فرمایا اور ہم بچوں کو بھی کھلاتے رہے۔"

شعائرِ اسلام کی قدر اور داڑھی کی اہمیت

حضرت پیرسباق بابا جی صاحبؒ کی نظر میں سنتِ رسول ﷺ کی اہمیت اس قدر رفیع تھی کہ آپ کسی مسلمان کے چہرے پر سنت کی کمی برداشت نہ فرماتے، مگر سمجھانے کا انداز نہایت حکیمانہ اور مشفقانہ ہوتا۔ ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا، جس کی داڑھی ایک مٹھی سے کم تھی۔ آپؒ نے کمالِ شفقت سے اسے مخاطب کر کے فرمایا : "اگر آپ نے داڑھی بڑھا کر ایک مشت (ایک مٹھی) کر دی، تو یہ (آپ کے چہرے پر)

بہت مزا کرے گی۔" پھر آپؒ نے داڑھی منڈوانے یا کٹوانے والوں کی غفلت پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ایک نہایت گہری بات ارشاد فرمائی: "لوگ دیوانے ہیں، ان کا دماغ خراب ہو گیا ہے کہ وہ اس مبارک سنت کو (اپنے ہاتھوں سے) کاٹ کر گندی نالیوں میں پھینک دیتے ہیں، حالانکہ یہ اللہ کے نزدیک اور شریعت میں بہت قیمتی چیز ہے۔"

دنیاوی جاہ و منصب سے بے نیازی

حضرت پیرسباق بابا جی صاحبؒ سالکینِ طریقت کی تربیت فرماتے ہوئے اکثر یہ نکتہ بیان فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ وحدہ لاشریک کے علاوہ انسان کے جتنے بھی دنیاوی تعلقات ہیں، وہ درحقیقت اللہ اور بندے کے درمیان "حجابات" (رکاوٹیں) ہیں۔ آپؒ ارشاد فرماتے کہ اللہ کے علاوہ یہ جتنے بھی (دنیاوی) تعلقات ہیں، یہ سب اللہ اور سالک کے درمیان حجاب ہیں۔ جب تک یہ سب (تعلقاتِ جاہ و منصب) نہیں ٹوٹیں گے، تب تک اللہ تعالیٰ تک سچی رسائی حاصل نہیں ہو سکے گی ۔ خاص طور

پر آپؒ سیاسی پارٹیوں اور عہدوں کے ساتھ تعلق سے منع فرماتے تھے۔ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ: "یہ پارٹیاں اور سیاسی گروہ دراصل 'بڑائی' اور 'دنیاوی نام و نمود' کے طلبگار ہوتے ہیں، جبکہ حدیثِ مبارکہ کا مفہوم ہے کہ: جو خود بڑائی چاہتا ہے، اسے بڑا مت بناؤ۔"

بری مجالس اور کثرتِ مزاح سے اجتناب

ایک مجلس میں آپؒ نے خاص طور پر اخلاق کی درستی پر زور دیتے ہوئے فرمایا : بری اور غفلت کی مجالس سے خود کو بچاؤ، کیونکہ ایسی جگہوں پر فضول ہنسی مذاق اور غیبت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ آپؒ نے کثرت سے ہنسنے کے متعلق ایک جامع تنبیہ فرمائی کہ: "زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے (الضحک یمیت القلب)"۔ ایک سالک کے لیے ضروری ہے کہ اس کے دل میں اللہ کا خوف اور یادِ الٰہی کی سنجیدگی غالب رہے۔

اصلاحِ نفس اور غصہ کا علاج

تزکیۂ نفس کے دوران ایک طالب علم نے اپنی قلبی کیفیت بیان کرتے ہوئے عرض کیا: "حضرت! مجھے گھر والوں پر بہت زیادہ غصہ آتا ہے، اس کا کیا علاج کروں؟" آپؒ نے اس کے جواب میں غصے کا رخ موڑتے ہوئے ایک ایسی بنیادی بات ارشاد فرمائی جو تصوف کا نچوڑ ہے : "بجائے دوسروں پر غصہ ہونے کے، اپنے نفس پر غصہ ہونا چاہیے۔" آپؒ کے اس ارشادِ گرامی میں یہ پوشیدہ حکمت تھی کہ انسان جب دوسروں کی غلطیوں پر غصہ کرتا ہے تو وہ تکبر میں مبتلا ہوتا ہے، لیکن جب وہ اپنے نفس کی کوتاہیوں اور گناہوں پر غصہ کرنا شروع کر دیتا ہے، تو اس کے اندر عاجزی پیدا ہوتی ہے اور دوسروں کے لیے اس کے دل میں نرمی آ جاتی ہے۔

ادبِ قرآن اور حصولِ معرفت

عظمتِ قرآن کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت پیرسباق بابا جی صاحبؒ نے سلسلہ سہروردیہ کے ایک بزرگ شیخ حسن رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا کہ وہ ظاہری طور پر 'اُمّی' (بے پڑھے) تھے اور قرآنِ کریم پڑھنا نہیں جانتے تھے، مگر ان کا ادب و عشق مثالی تھا۔ آپؒ فرماتے کہ شیخ حسنؒ کا معمول تھا کہ: "وہ باوضو ہو کر نہایت عقیدت کے ساتھ قرآنِ مجید کھول کر بیٹھ جاتے اور قرآن کے ہر صفحے اور ہر سطر پر اپنی انگلی پھیرتے جاتے اور ساتھ ساتھ والہانہ انداز میں کہتے جاتے: 'الٰہی صحیح گفتی، الٰہی درست گفتی' (اے اللہ! تو نے سچ کہا، اے اللہ! تو نے بالکل درست فرمایا)۔ فرمایا کہ صرف اس ادب اور کلامِ الٰہی سے اسی والہانہ محبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآنِ مجید کی حقیقت اور باطنی اسرار نصیب فرما دیے۔"

اللہ کی رحمت اور بندے کی حیا

آپؒ اکثر بزرگانِ دین کے واقعات سے سالکین کی تربیت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی (قدس سرہ) کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ خلوت میں بہت رویا کرتے تھے۔ جب ان کے خادم نے عرض کیا کہ آپ تو "سلطان العارفین" ہیں، پھر اس قدر گریہ و زاری کیوں؟ تو آپؒ نے فرمایا: "مجھے خدا کی یہ 'اچھائی' رُلاتی ہے کہ باوجود ہمارے ناپاک ہونے اور ہر قسم کی نافرمانیوں کے، وہ کریم ہمیں کچھ نہیں فرماتا اور اپنی رحمتوں کا سایہ برقرار رکھتا ہے۔" آپؒ اس واقعے سے یہ سبق دیتے کہ بندے کو اللہ کی ستاری اور غفاری دیکھ کر مزید باحیا اور فرمانبردار بننا چاہیے۔

ذکرِ الٰہی میں گریہ و زاری کی اہمیت

عبادت کی روح اور اس کی قبولیت کے حوالے سے آپؒ نے ارشاد فرمایا : "(ذکر یا عبادت میں) رونا کسی عمل کی قبولیت کی علامت ہے۔" آپؒ نے اس سلسلے میں حدیثِ مبارکہ کا حوالہ دیتے ہوئے تلقین فرمائی کہ خدا کے خوف سے روؤ، اور

اگر (دل کی سختی کی وجہ سے) رونا نہ آئے تو کم از کم رونے جیسی صورت ہی بنا لو، کیونکہ بارگاہِ الٰہی میں یہ تڑپ بھی رائیگاں نہیں جاتی۔

ذکر سے علم میں نورانیت

تدریس یا علمی مشاغل سے وابستہ ارادت مندوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا : "اللہ تعالیٰ کے ذکر سے علم میں نور پیدا ہوتا ہے۔"

ناموں کی برکت اور عظمتِ صحابہؓ

آپؒ کے دل میں صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی بے پناہ محبت اور عظمت تھی۔ آپؒ فرماتے کہ ان نفوسِ قدسیہ کے ناموں میں بھی اللہ نے بڑی برکت رکھی ہے۔ ایک مرتبہ جب ایک شخص نے اپنے بیٹے کا نام "عثمان" بتایا تو آپؒ کے چہرۂ انور پر خوشی کی لہر دوڑ گئی اور آپؒ نے نہ صرف اس

نام کی تعریف فرمائی بلکہ بچے کے حق میں خصوصی دعا بھی فرمائی۔

دین کی خدمت اور اخلاصِ نیت

آپؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کا کام کرنا ایک عظیم سعادت ہے، لیکن اس کی قبولیت کے لیے اخلاص شرطِ اول ہے۔ ارشاد فرمایا: "دین کا کام بہت اہم ہے، مگر اخلاص کے بغیر بڑے سے بڑا عمل بھی بے فائدہ رہ جاتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ جو بھی خدمت انجام دے، اس کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہو۔"

شیخ سے تعلق اور فیض کی حقیقت

روحانی منازل طے کرنے کے حوالے سے آپؒ نے ارشاد فرمایا: "روحانی ترقی کے لیے شیخ کے ساتھ تعلق نہایت ضروری ہے، کیونکہ شیخ درحقیقت ایک ذریعہ اور واسطہ ہوتا ہے۔ یہ یاد

رکھنا چاہیے کہ اصل فیض تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتا ہے، مگر وہ فیض کسی نہ کسی واسطے (شیخ) سے ہی سالک تک پہنچتا ہے۔"

قربِ الٰہی اور اولیاء کی پہچان

ایک مجلس میں اولیاء کرام اور کاملین کی علامات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "کاملین کی پہچان یہ ہے کہ وہ اکثر بیمار رہیں گے، دنیا میں ان کے مخالفین ہوں گے، اور ان کی اکثر دنیوی چاہتیں پوری نہیں ہوں گی۔" آپؒ نے اس کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو دنیا کے بجائے اپنی ذات کے قریب رکھتا ہے اور یہ آزمائشیں ان کے درجات کی بلندی کا ذریعہ بنتی ہیں۔

حرمین شریفین کے انوار و معمولات

سفرِ حج و زیارت پر جانے والوں کی تربیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: "مکہ مکرمہ میں تلاوتِ قرآن کریم کی کثرت کیا کرو اور مدینہ منورہ میں درود شریف کا ورد زیادہ رکھا کرو۔" آپؒ نے مزید فرمایا کہ جو سالکین روحانی اسباق مکمل کر لیتے ہیں، وہ مکہ میں 'مراقبہ حقیقتِ قرآن' اور مدینہ منورہ میں 'حقیقتِ ذاتِ محمدی ﷺ' کا مراقبہ کرتے ہیں۔

نعمتِ خاموشی

آپؒ کی خاموشی خود ایک سبق ہوتی تھی، ارشاد فرمایا: "خاموشی ایک بہت بڑی نعمت ہے، انسان کو چاہیے کہ ضروری باتوں کے علاوہ اپنا زیادہ تر وقت خاموش رہ کر ذکر و فکر میں گزارے۔"

تعویذات کا ادب اور تقدس

جب کوئی آپؒ سے تعویذ طلب کرتا تو آپ ناموں کے تقدس کا بہت لحاظ فرماتے، ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے نام نہایت مقدس ہیں، ان کا ادب لازم ہے۔ میں خود کسی تعویذ میں اللہ کے نام نہیں لکھتا، کیونکہ لوگ بے ادب ہیں اور استعمال کے بعد انہیں ادھر ادھر پھینک دیتے ہیں، جو کہ سخت بے ادبی ہے۔"

قبولیتِ دعا کے خاص مقامات

آپؒ نے حرمین شریفین کے ان مبارک مقامات کی نشاندہی فرمائی جہاں دعائیں رد نہیں ہوتیں:

- بیت اللہ پر پہلی نظر پڑتے وقت۔
- آبِ زم زم پیتے وقت یا کنویں کے قریب۔
- حطیم کے اندر۔
- ملتزم (حجرِ اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان)۔

میزابِ رحمت کے نیچے۔

سحری کے وقت استغفار کی لذت

سحر کے وقت کی برکات بیان کرتے ہوئے فرمایا: "سحری یا تہجد کے وقت استغفار کرنے کا اپنا ہی ایک الگ 'مزہ' ہے اور اس کے فوائد بے شمار ہیں۔" آپؒ حدیثِ قدسی کا حوالہ دیتے کہ اللہ تعالیٰ سحر کے وقت استغفار کرنے والوں کی برکت سے زمین والوں سے عذاب ٹال دیتا ہے۔

طبیبِ عظیم الشان اور مسیحائی نسخہ جات

حضرت پیرسباق بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جہاں روحانی علوم کے سمندر تھے، وہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکمت و طب میں بھی کمالِ مہارت اور یدِ طولیٰ عطا فرمایا تھا۔ آپ ایک طبیبِ حاذق تھے، جن کے پاس جسمانی امراض سے چھٹکارے کے لیے نہایت سادہ، سستے اور انتہائی موثر دیسی

نسخہ جات موجود ہوتے تھے، جنہیں آپ محض خدمتِ خلق کی خاطر مریضوں کو بتایا کرتے تھے۔

۱۔ دل کے والو (Valves) کی بندش کا لاجواب علاج:

پودینہ ایک تولہ، ادرک کا ٹکڑا آدھا تولہ اور پان کا ایک عدد پتہ لے کر انہیں اچھی طرح کوٹ لیں، پھر اس میں تھوڑا سا پانی اور حسبِ ضرورت نمک ملا کر اسے چٹنی کی طرح روٹی کے ساتھ کھایا کریں۔ آپؒ فرماتے کہ مدینہ منورہ میں ایک صاحب اسی تکلیف میں مبتلا تھے، انہوں نے یہ نسخہ استعمال کیا اور اللہ کے فضل سے ان کے دل کے وال کھل گئے۔

۲۔ شوگر (ذیابیطس) کا شاہکار مجرب نسخہ:

گڑ مار بوٹی, تخمِ جامن اور ادرک (سونٹھ) ایک ایک تولہ لے کر انہیں کوٹ چھان لیں۔ اس سفوف کو تین ماشہ کی مقدار میں روزانہ پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

*** شاہی تنبیہ: استعمال سے پہلے اپنے مزاج کے موافق مستند طبیب سے مشورہ لازمی ہے۔**

۳۔ بلڈ پریشر کا توازن:

اطریفلِ کشنیزی دس تولہ اور منقہ پانچ تولہ لے کر انہیں ملا لیں اور روزانہ استعمال کریں۔

۴۔ معدے کے زخم (السر) کا قطعی مداوا:

ہندوستانی اسپغول لے کر اسے اچھی طرح صاف کر لیں، پھر صبح اور عصر کے وقت نہار منہ ایک تولہ (تقریباً ایک بڑا چمچ) پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ ساتھ ہی آپؒ نے شفایابی کے لیے مولی وغیرہ سے پرہیز کی تاکید بھی فرمائی۔

۵۔ بانجھ پن کا شافی علاج:

انیسون، badyan، پوست ہلیلہ کابلی، تربد سفید، غاریقون، منقل، اردق مصفیٰ (ہر ایک دو تولہ) اور مصبر (تین تولہ) لے کر کوٹ چھان لیں اور چنے کے برابر گولیاں بنا لیں۔ رات کو سوتے وقت دو گولیاں پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

نیز اولاد کے حصول کے لیے خواتین کو یہ تدبیر بتائی: کشتہ بیضہ مرغ کو معجونِ سپاری پاک میں مکس کر کے صبح و شام پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

آدابِ حرمین اور حقیقتِ حاضری

ایک عقیدت مند حرمین شریفین کی حاضری کے لیے روانہ ہونے لگے، تو انہوں نے حضرت پیرسباق بابا جی صاحبؒ کی بارگاہ میں ایک سوال رکھا: "حضرت! حرمین شریفین میں جو

ابدال اور اولیاء اللہ موجود ہوتے ہیں، ان سے ملاقات کہاں اور کس طرح ممکن ہوگی؟" آپؒ نے اس سوال کے جواب میں جو ارشاد فرمایا، وہ سالکین کے لیے مشعلِ راہ ہے: "حرمین شریفین کی حاضری میں (اولیاء و ابدال سے ملاقات جیسی) نیت ہرگز نہیں کرنی چاہیے، بلکہ خالص اللہ کی رضا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی نیت کر کے جانا چاہیے۔ سب کچھ وہی (ذاتِ باری تعالیٰ اور نعلینِ مصطفیٰ ﷺ) ہے۔"

ازدواجی زندگی اور اولادِ امجاد

حضرت پیرسباق بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خانگی زندگی سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ اور مکارمِ اخلاق کا آئینہ دار تھی۔ آپ نے دو شادیاں کیں، جن سے اللہ رب العزت نے آپ کو مجموعی طور پر پانچ صاحبزادے اور نو صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔ آپ نے اپنی اولاد کی تربیت اسلامی خطوط اور علمی نہج پر فرمائی ۔

کمالِ عجز

ان مریدین اور خلفاء کی کثرت کے باوجود آپؒ کی عاجزی کا یہ عالم تھا کہ آپ نے کبھی اپنی شہرت یا مریدوں کی تعداد پر فخر نہ فرمایا۔ مریدین کی تعداد کے بارے میں پوچھا، تو آپؒ نے نہایت سادگی اور بے نیازی سے ارشاد فرمایا: 'میں نے تو کبھی (اپنے مریدوں کی) گنتی ہی نہیں کی'۔

آپ کی زندگی کا نچوڑ اور تعلیمات کا خلاصہ

الغرض، حضرت پیرسباق بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی شریعتِ مطہرہ کی پاسداری اور طریقت کی ترویج میں گزری۔ آپؒ کی حیاتِ مبارکہ کا ہر لمحہ اللہ کی یاد اور اس کی مخلوق کی خدمت سے عبارت تھا۔ لیکن آپؒ کی تعلیمات کا اصل خلاصہ اور آپ کے مشن کا لبِ لباب اس وصیت میں پوشیدہ ہے جو آپؒ نے اپنے ایک ارادت مند کو فرمائی ۔ وصال سے قبل جب ایک ارادت مند نے آخری بار آپؒ کا

دستِ مبارک تھاما، تو آپؒ نے اسے نصیحت فرماتے ہوئے قرآنِ کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی: "وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ" (اور تم غافل لوگوں میں سے مت ہونا)۔ درحقیقت، یہی آپؒ کی زندگی کا نچوڑ، آپؒ کی تعلیم کا خلاصہ اور آپؒ کا اصل مشن ہے۔

وصال با کمال

علم و عرفان اور زُہد و تقویٰ کا یہ درخشندہ آفتاب، جس نے اپنی پوری زندگی ذکرِ الٰہی کی ترویج اور سنتِ نبوی ﷺ کی آبیاری میں صرف کی، بالآخر 24 مئی 2004ء (مطابق ربیع الثانی 1425ھ) بروز پیر، اپنے خالقِ حقیقی کے حضور حاضر ہو گیا۔ ہزاروں افراد نے آپ رحمہ اللہ کی جنازے میں شرکت کی؛ دورانِ جنازہ آسمان پر کثرت سے ابابیل ہر عام و خاص نے مشاہدہ کیے۔ آپ کا مَدفَن وہی پیرسباق شریف کی بستی ہے، جس کی مٹی آپ کے قدموں کی برکت سے "شریف" کہلائی۔

حضرت پیرسباق بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کے فرزندِ ارجمند، شیخ التفسیر حضرت مولانا قاری بشیر احمد مدنی صاحب (دامت برکاتہم) نے اس مشن کی باگ ڈور سنبھالی۔ آپ نے اپنے والدِ گرامی کی علمی و روحانی وراثت کو نہ صرف زندہ رکھا بلکہ اپنی شبانہ روز محنت سے اسے بامِ عروج تک پہنچایا ۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم ❖

❖ گرقبول افتد زہے عز و شرف

تحریرِ لطیف و طباعت: نصیر الحق بن مولانا محمد اسحاق رحمہ اللہ (نواسہِ گرامی قدر: سلطان الاولیاء پیرسباق باباجی رحمۃ اللہ علیہ)

محفوظ الحقوق لشرکۃ النشر العالمیۃ — مئی base۲۰۲۰ء